REVIEW OF CRIME, PEACE AND SOCIETY
ISSN (O): 3079-6105, ISSN (P): 3079-6091
Vol. 3, No. 6, 2026, 157-168

Li‘ān in Pashtun Society: Traditional Values and the Sharīʿah Procedure, An Analytical Study

پشتون معاشرت میں لعان: روایتی اقدار اور شرعی طریقۂ کار ایک تجزیاتی مطالعہ

Khalil Ahmad[1], Dr. Qazi Abdul Manan[2], Mufti Attaullah[3]

Abstract

Liʿān is a distinctive Sharīʿah procedure prescribed by Islam for resolving the serious marital dispute that arises when a husband accuses his wife of adultery but lacks the required evidence. Despite its clear legal and procedural framework in Islamic law, the practice of Liʿān is rarely observed in Pashtun society. This study examines the traditional values, social attitudes, and cultural practices that influence the non-implementation of Liʿān and explores their relationship with the Sharīʿah procedure. Particular attention is given to concepts of honour, dignity, family reputation, social pressure, customary practices, and the role of the Jirga system. The study also highlights the lack of awareness regarding the detailed Sharīʿah procedure of Liʿān and examines why families often prefer reconciliation through traditional mechanisms rather than approaching the formal judicial system. Field research conducted in District Kohat provides empirical insights into these issues. The findings indicate that social honour, fear of defamation, family pressure, limited religious awareness, and the greater social acceptance of Jirga-based reconciliation are significant factors affecting the implementation of Liʿān. The study concludes that greater awareness of the Sharīʿah procedure, balanced engagement with customary institutions, and improved public understanding of the formal legal process are necessary for addressing this gap between Islamic legal principles and prevailing social practices.

Article History
Received 20 August 2026
Accepted 25 August 2026
Published 30 August 2026

OPEN ACCESS

Keywords
Liʿān, Pashtun Society, Traditional Values, Pashtunwali, Honour, Family Disputes, Jirga, Sharīʿah Procedure, Islamic Law

تمہید

خاندان انسانی معاشرے کی بنیادی اکائی ہے اور اس کی مضبوطی کا براہِ راست تعلق معاشرتی استحکام سے ہے۔ اسلام نے نکاح کو محض ایک قانونی معاہدہ قرار نہیں دیا بلکہ اسے سکون، محبت، رحمت اور باہمی ذمہ داریوں پر قائم ایک مضبوط معاشرتی ادارہ قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً﴾[i]

ترجمہ: ”اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تم ہی میں سے جوڑے پیدا کیے تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو، اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی۔“

[1] M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology, Kohat Khalil@gmail.com
[2] Assistant Professor/Chairperson, Department of Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology, Kohat. dr.manan@kust.edu.pk
[3] Lecturer, Department of Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology, Kohat attaullah@kust.edu.pk

لیکن جب ازدواجی زندگی میں بداعتمادی، الزام، بدگمانی یا کسی سنگین اخلاقی معاملے کی صورت پیدا ہوجائے تو خاندانی نظام شدید بحران کا شکار ہوسکتا ہے۔ اسلام نے ایسے معاملات کے لیے بھی اصول و ضوابط مقرر کیے ہیں تاکہ نہ کسی بے گناہ کی عزت پامال ہو اور نہ کسی فریق کو اپنے دفاع کے حق سے محروم کیا جائے۔

لعان اسی مخصوص صورتِ حال کا شرعی حل ہے جس میں شوہر اپنی بیوی پر زنا کا الزام عائد کرے مگر اپنے الزام کی عام شرعی شہادت پیش نہ کرسکے۔ قرآن مجید نے سورۂ نور میں اس کے لیے واضح طریقۂ کار بیان فرمایا ہے۔

پشتون معاشرت اپنی تاریخی، ثقافتی اور قبائلی روایات کے اعتبار سے ایک نمایاں معاشرتی ساخت رکھتی ہے۔ اس معاشرت میں خاندان کی عزت، غیرت، ناموس، بزرگوں کا احترام، باہمی تعاون، عرف و رواج اور تنازعات کے حل کے روایتی طریقے اہم حیثیت رکھتے ہیں۔ جرگہ بھی اسی وسیع روایتی نظام کا ایک اہم جز ہے، لیکن پشتون روایات کو صرف جرگہ تک محدود کرنا درست نہیں۔

یہ مضمون اسی وسیع تناظر میں یہ دیکھنے کی کوشش کرتا ہے کہ پشتون معاشرتی اقدار اور لعان کے شرعی طریقۂ کار کے درمیان عملی تعلق کس نوعیت کا ہے، اور کن معاشرتی عوامل کی وجہ سے لعان کا شرعی راستہ اختیار کرنے کے بجائے دوسرے راستے اختیار کیے جاتے ہیں۔

لعان کا لغوی،اصطلاحی اورشرعی تصور

ابن منظور کے مطابق "اللَّعن" کا اصل معنی الابعاد والطرد من الخیر ہے، یعنی خیر و رحمت سے دور کرنا[ii]۔

لعان کی اصطلاحی تعریف(مذاہب اربعہ کی روشنی میں):

احناف اور حنابلہ کے ہاں لعان کی تعریف:

وعرفه الحنفية والحنابلة بأنه : شهادات تجري بين الزوجين مؤكدة بالأيمان مقرونة باللعن من جانب الزوج وبالغضب من جانب الزوجة۔[iii]

ترجمہ : حنفیہ اور حنابلہ نے لعان کی تعریف یوں کی ہے: لعان وہ شہادتیں ہیں جو میاں بیوی کے درمیان واقع ہوتی ہیں، قسموں کے ذریعے مؤکد ہوتی ہیں، جن میں شوہر کی طرف سے لعنت اور بیوی کی طرف سے غضب شامل ہوتا ہے۔

مالکیہ کے ہاں لعان کی تعریف:

وعرفه المالكية بأنه : حلف زوج مسلم مكلف على زنا زوجته أو على نفي حملها منه، وحلفها على تكذيبه أربعاً من كل منهما بصيغة أشهد الله بحكم حاكم۔[iv]

ترجمہ : مالکیہ نے اس کی تعریف یوں کی ہے: لعان یہ ہے کہ ایک مسلمان، عاقل و بالغ شوہر اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگانے یا اس حمل کی نفی کرنے کے بارے میں قسم اٹھائے جو اس سے قرار پایا ہو، اور بیوی بھی شوہر کو جھوٹا قرار دینے کے لیے چار مرتبہ قسم اٹھائے۔ دونوں کی قسمیں ''أشهدالله'' (میں اللہ کوگواہ بناتا ہوں) کے الفاظ کے ساتھ اور حاکم کے حکم سے ہوں۔

شافعیہ کے ہاں لعان کی تعریف:

وعرفه الشافعية بأنه : كلمات معلومة جعلت حجة للمضطر إلى قذف من لطخ فراشه وألحق العار به أو إلى نفي ولد۔[v]

ترجمہ : شافعیہ نے اس کی تعریف یوں کی ہے: لعان وہ مخصوص کلمات ہیں جنہیں اس شخص کے لیے حجت بنایا گیا ہے جو ایسی عورت پر زنا کی تہمت لگانے پر مجبور ہو جس نے اس کی عزت و آبرو کو داغ دار کیا ہو، یا اس شخص کے لیے جو کسی بچے کی نسبت کی نفی کرنا چاہتا ہو۔

خلاصہ اور لب لباب:

مذاہبِ اربعہ کی مذکورہ تعریفات سے واضح ہوتا ہے کہ لعان کی بنیادی حقیقت کے بیان میں فقہاء کے درمیان کوئی نمایاں اختلاف نہیں ہے۔ تمام تعریفوں میں میاں بیوی کے درمیان ایسے معاملے کا ذکر ہے جس میں شوہر کی طرف سے بیوی پر زنا کی تہمت یا حمل/اولاد

کی نفی اور اس کے مقابلے میں بیوی کی طرف سے شوہر کی تکذیب شامل ہوتی ہے۔ اسی طرح لعان میں قسموں اور مخصوص الفاظ کے ذریعے دعویٰ و جوابِ دعویٰ کا اظہار بھی مشترک عنصر ہے۔ البتہ فقہاء کے مابین اختلاف تعریف کے اسلوب اور بعض جزوی قیود میں ہے؛ مثلاً احناف و حنابلہ نے لعان کو باہمی شہادتوں، قسموں، لعنت اور غضب کے اعتبار سے بیان کیا، مالکیہ نے شوہر اور بیوی کی قسموں، زنا یا حمل کی نفی اور حاکم کے حکم کو نمایاں کیا، جبکہ شافعیہ نے لعان کو مخصوص کلمات قرار دیتے ہوئے اس کی حکمت اور ضرورت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ لہٰذا یہ اختلاف حقیقتِ لعان کا اختلاف نہیں بلکہ تعبیر اور بعض جزئیات کا اختلاف ہے۔

قرآن مجید نے اس کا بنیادی طریقہ سورۂ نور کی آیات 6 تا 9 میں بیان فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ۝ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِن كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَن تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِن كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾[vi]

اور جو لوگ تہمت لگائے اپنی بیویوں پر اور نہ ہوں ان کے پاس گواہ مگر ان کی ذاتیں پس گواہی ان کے ایک کی چار گواہیاں (ہیں) اللہ کی (قسم کے ساتھ)بے شک وہ سچوں میں سے ہے اور پانچویں بار کے پھٹکار اللہ کی اس پر اگر ہو وہ جھوٹوں میں سے اور ہٹائے گی عورت سے سزا کو یہ بات کہ گواہی دے وہ چار گواہیاں اللہ کی (قسم کے ساتھ) بے شک وہ (شوہر)جھوٹوں میں سے ہے اور پانچویں بار بایں طور کہ غضب اللہ کا اس (عورت) پر اگر ہو وہ (شوہر) سچوں میں سے۔[vii]

شان نزول

اس حکم کے سببِ نزول کے بارے میں صحیح روایات بھی وارد ہوئی ہیں۔

امام احمد نے اپنی سند سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:"اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ نہ لائیں، تو انہیں اسی کوڑے مارو اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔"تو حضرت سعد بن عبادہؓ، جو انصار کے سردار تھے، نے کہا:"کیا اسی طرح یہ حکم نازل ہوا ہے، یا رسول اللہ ﷺ؟"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"اے انصار کے لوگو! کیا تم نہیں سنتے کہ تمہارا سردار کیا کہہ رہا ہے؟"انہوں نے عرض کیا:"یا رسول اللہ! انہیں ملامت نہ کیجیے، کیونکہ وہ بہت غیرت مند آدمی ہیں۔ اللہ کی قسم! انہوں نے کبھی کسی ایسی عورت سے نکاح نہیں کیا مگر کنواری سے، اور نہ کبھی کسی عورت کو طلاق دی کہ ہماری غیرت کی شدت کی وجہ سے کوئی شخص اس سے نکاح کرنے کی جرأت کرے۔"حضرت سعدؓ نے عرض کیا:"یا رسول اللہ! اللہ کی قسم، میں جانتا ہوں کہ یہ حق ہے اور اللہ ہی کی طرف سے ہے، لیکن مجھے اس بات پر تعجب ہے کہ اگر میں کسی شخص کو کسی دوسرےشخص کے ساتھ دیکھوں، پھر میرے لیے یہ جائز نہ ہو کہ میں اسے کچھ کہوں یا اسے روکوں، یہاں تک کہ میں چار گواہ لے کر آؤں۔ اللہ کی قسم! میں چار گواہ لے کر آنے سے پہلے وہ اپنا کام پورا کرچکا ہوگا۔"راوی کہتے ہیں کہ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ حضرت ہلال بن امیہؓ (یہ غزوہ تبوک میں پیچھے رہنے والے تین صحابہ میں سے ایک ہے)آئے۔ وہ رات کے وقت اپنی زمین سے واپس آئے اور اپنی بیوی کے پاس ایک شخص کو موجود پایا۔ انہوں نے اپنی آنکھ سے دیکھا اور اپنے کان سے سنا، لیکن صبح ہونے تک اس شخص سے کوئی تعرض نہیں کیا۔پھر صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:"یا رسول اللہ! میں رات کو اپنی بیوی کے پاس آیا تو اس کے پاس ایک آدمی کو پایا۔ میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا اور اپنے کان سے سنا۔"رسول اللہ ﷺ کو ان کی بات ناگوار گزری اور یہ معاملہ آپ ﷺ پر بہت گراں گزرا۔ انصار بھی جمع ہوگئے

اور کہنے لگے:''ہم اس مصیبت میں مبتلا ہوگئے جس کا ذکر سعد بن عبادہ نے کیا تھا۔ اب یا تو رسول اللہ ﷺ ہلال بن امیہ کو کوڑے لگائیں گے اور لوگوں میں ان کی گواہی باطل قرار دے دیں گے۔''حضرت ہلالؓ نے کہا:''اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس معاملے سےمیرے لیے کوئی راستہ نکال دے گا۔''حضرت ہلالؓ نے عرض کیا:''یا رسول اللہ! میں دیکھ رہا ہوں کہ میری لائی ہوئی بات آپ پر بہت گراں گزری ہے، لیکن اللہ جانتا ہے کہ میں سچا ہوں۔''اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ ابھی انہیں کوڑے مارنے کا حکم دینے ہی والے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل فرمائی۔ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو صحابہؓ آپ ﷺ کے چہرے کے رنگ میں تبدیلی سے اسے پہچان لیتے تھےیعنی وہ لوگ آپ ﷺ سے رک گئے یہاں تک کہ وحی مکمل ہوگئی۔چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی:''اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں اور ان کے پاس خود ان کے علاوہ کوئی گواہ نہ ہو، تو ان میں سے ہر ایک کی شہادت یہ ہے کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر چار مرتبہ گواہی دے کہ وہ سچوں میں سے ہے...''رسول اللہ ﷺ سے وحی کی کیفیت دورہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:''اے ہلال! خوش ہوجاؤ، اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے کشادگی اور راستہ پیدا کردیا ہے۔''حضرت ہلالؓ نے عرض کیا:''مجھے اپنے رب عزوجل سے اسی کی امید تھی۔''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اس عورت کو میرے پاس لاؤ۔''چنانچہ اسے لایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں کےسامنے یہ آیات تلاوت فرمائیں، انہیں سمجھایا اور ان دونوں کو بتایا کہ آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے زیادہ سخت ہے۔حضرت ہلالؓ نے کہا:''یا رسول اللہ! اللہ کی قسم، میں نے اس پر سچ الزام لگایا ہے۔''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''وہ جھوٹ بول رہا ہے۔''پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''دونوں کےدرمیان لعان کراؤ۔''حضرت ہلالؓ سے کہا گیا:''گواہی دو۔''انہوں نے کہا:''میں اللہ کی قسم کھا کر چار مرتبہ گواہی دیتا ہوں کہ میں سچوں میں سے ہوں۔''جب پانچویں مرتبہ کی باری آئی تو ان سے کہا گیا:''اے ہلال! اللہ سے ڈرو، دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے آسان ہے، اور یہ پانچویں قسم وہ ہےجو تم پر عذاب کو لازم کردے گی۔''انہوں نے کہا:''اللہ کی قسم! اللہ مجھے اس الزام کی وجہ سے عذاب نہیں دے گا، جس طرح اس نے مجھے اس پرکوڑے نہیں لگوائے۔''پھر انہوں نے پانچویں مرتبہ گواہی دی:''اگر میں جھوٹوں میں سے ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔''پھر عورت سے کہا گیا:''اللہ کی قسم کھا کر چار مرتبہ گواہی دو کہ وہ جھوٹوں میں سے ہے۔''اور پانچویں مرتبہ اس سے کہا گیا:''اللہ سے ڈرو، دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے آسان ہے،اور یہ پانچویں قسم وہ ہے جو تم پر عذاب کو لازم کردے گی۔''وہ کچھ دیر رک گئی اور اعتراف کرنے کے قریب تھی۔ پھر اس نے کہا:''اللہ کی قسم! میں اپنی قوم کو رسوا نہیں کروں گی۔''پھر اس نے پانچویں مرتبہ گواہی دی:''اگر وہ سچوں میں سے ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو۔''چنانچہ رسول اللہ ﷺ نےدونوں کے درمیان جدائی کرادی، اور فیصلہ فرمایا کہ اس عورت کے بچے کو کسی باپ کی طرف منسوب نہ کیا جائے اور نہ اس بچے پر کوئی تہمت لگائی جائے۔ نیز یہ فیصلہ فرمایا کہ اس عورت کے لیے شوہر کے ذمے رہائش اور خرچ نہیں ہوگا، کیونکہ دونوں بغیر طلاق کے اور شوہر کی وفات کے بغیر ایک دوسرے سے جدا ہوگئے تھےپھر فرمایا:''اگر بچہ سرخی مائل اور مضبوط ٹانگوں والا پیدا ہو تو وہ ہلال کا بچہ ہے، اور اگر وہ گندمی رنگ، گھنگریالے بالوں والا، خوبصورت، بھری ہوئی پنڈلیوں اور بھرے ہوئے کولہوں والاہوتو وہ اسی شخص کا ہے جس پر الزام لگایا گیا ہے۔''چنانچہ بچہ گندمی رنگ، گھنگریالے بالوں والا، خوبصورت، مضبوط پنڈلیوں اور بھرے ہوئے کولہوں والاپیدا ہوا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اگر قسمیں نہ ہوتیں تو میرے اور اس عورت کے درمیان ایک اور معاملہ ہوتا۔''اس واقعے سے حاصل ہونے والی حکمت اس طرح یہ شریعت ایک ایسی حقیقی صورتِ حال کا مقابلہ کرنے کے لیے آئی جو بالفعل پیش آچکی تھی، اور ایسے مشکل معاملے کا علاج تھی جو اس شخص کے لیے بھی اور تمام مسلمانوں کے لیے بھی نہایت دشوار تھا۔یہ معاملہ رسول اللہ ﷺ پر بھی بہت گراں گزرا اور آپ ﷺ کو

اس کا کوئی راستہ نظر نہیں آرہا تھا، یہاں تک کہ حضرت ہلال بن امیہؓ، جیسا کہ بخاری کی روایت میں آیا ہے، کہنے لگے:''یا تو گواہی پیش کی جائے گی یا تمہاری پیٹھ پر حد جاری ہوگی۔''اور ہلالؓ عرض کرتے تھے:''یا رسول اللہ! اگر ہم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھ لے تو کیا وہ گواہ تلاش کرنے کے لیے چلا جائے؟''[viii]

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ لعان ایک معمولی خاندانی رسم یا باہمی مصالحت کا نام نہیں بلکہ ایک باقاعدہ شرعی طریقۂ کار ہے۔ اس میں شوہر اور بیوی دونوں کے لیے مخصوص حلفی بیانات مقرر ہیں۔ فقہ اسلامی میں لعان کے احکام، شرائط، طریقۂ کار اور اس کے بعد پیدا ہونے والے ازدواجی احکام پر تفصیلی بحث موجود ہے۔

اس سے یہ اصول سامنے آتا ہے کہ ایسے معاملے میں محض معاشرتی دباؤ، خاندانی فیصلہ یا غیرت کے نام پر کوئی ایسا اقدام درست نہیں ہوسکتا جو شرعی حقوق کو متاثر کرے۔ شریعت نے الزام اور دفاع دونوں کے لیے باقاعدہ راستہ فراہم کیا ہے۔

پشتون معاشرت میں روایتی اقدار اور خاندانی زندگی

پشتون معاشرت میں خاندان محض افراد کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک وسیع سماجی وحدت کی حیثیت رکھتا ہے۔ خاندان کی عزت اور اجتماعی وقار کو فرد کے ذاتی معاملات سے جوڑ کر دیکھا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ازدواجی تنازعات میں صرف میاں بیوی ہی نہیں بلکہ والدین، بزرگ، رشتہ دار اور بعض اوقات برادری کے افراد بھی اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔

پشتون روایات میں ننگ، غیرت، عزت، ناموس، وفاداری، مہمان نوازی، وعدہ وفائی، بزرگوں کا احترام اور باہمی تعاون جیسی اقدار نمایاں سمجھی جاتی ہیں۔ ان اقدار کا بڑا حصہ معاشرتی نظم، باہمی اعتماد اور اجتماعی ذمہ داری کے لیے مفید کردار ادا کرسکتا ہے۔ تاہم کسی بھی معاشرتی روایت کی شرعی حیثیت کا تعین اس بات سے ہوتا ہے کہ وہ اسلامی اصولوں سے متصادم ہے یا ان کے موافق۔

یہاں ایک بنیادی فرق ملحوظ رہنا چاہیے: ہر پشتون روایت شرعی مسئلے میں رکاوٹ نہیں اور ہر جرگہ شرعی طریقے کے خلاف نہیں۔ مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کسی عرف، خاندانی دباؤ یا اجتماعی فیصلے کو اس حد تک ترجیح دی جائے کہ کسی فرد کا شرعی حق متاثر ہوجائے۔

لعان کے معاملے میں یہی پہلو خصوصی اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ الزام، عزت اور خاندانی ناموس کا معاملہ انتہائی حساس ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض خاندان اس معاملے کو باقاعدہ شرعی طریقۂ کار تک لے جانے کے بجائے اسے اندرونی طور پر ختم کرنے، صلح کرانے یا معاملے کو دبانے کو ترجیح دے سکتے ہیں۔

غیرت و ناموس اور لعان کے شرعی طریقۂ کار کا تعلق

پشتون معاشرت میں عزت اور غیرت کو اہم سماجی قدر کی حیثیت حاصل ہے۔ ازدواجی زندگی میں زنا یا بدکاری کا الزام محض دو افراد کے درمیان تنازع نہیں رہتا بلکہ بعض حالات میں خاندان کی اجتماعی عزت سے وابستہ ہوجاتا ہے۔

یہی حساسیت لعان کے معاملے کو مزید پیچیدہ بنا دیتی ہے۔ ایک طرف شریعت شوہر کو مقررہ شرائط کے تحت اپنے الزام کے اظہار کا راستہ دیتی ہے اور بیوی کو بھی اپنے دفاع کا مکمل حق فراہم کرتی ہے، دوسری طرف معاشرتی دباؤ فریقین کو یہ سوچنے پر مجبور کرسکتا ہے کہ معاملہ عدالت یا شرعی طریقۂ کار تک پہنچنے سے خاندان کی بدنامی ہوگی۔

میدانی تحقیق کے نتائج اس پہلو کو تقویت دیتے ہیں۔ محدود سروے میں 20 جواب دہندگان میں سے 14 نے غیرت، عزت اور بدنامی کے خوف کو لعان کے نفاذ میں بہت زیادہ رکاوٹ

قرار دیا، جبکہ 6 نے اسے کسی حد تک رکاوٹ قرار دیا۔ کسی جواب دہندہ نے اسے بالکل غیر مؤثر نہیں قرار دیا۔
اس سے یہ تاثر سامنے آتا ہے کہ مسئلہ صرف شرعی حکم سے لاعلمی کا نہیں بلکہ معاشرتی ردِعمل کا خوف بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔

شرعی آگاہی کی کمی

لعان کے عدمِ نفاذ کا دوسرا اہم پہلو شرعی طریقۂ کار سے عمومی لاعلمی ہے۔ عام لوگوں کے لیے یہ بات واضح نہیں کہ لعان کب ہوتا ہے، اس کی شرائط کیا ہیں، شوہر اور بیوی کا کیا کردار ہے اور اس کے نتیجے میں کیا شرعی احکام پیدا ہوتے ہیں۔
میدانی مطالعے میں لعان کے بنیادی تصور سے 10 افراد نے مکمل واقفیت، 7 نے جزوی واقفیت اور 3 نے عدمِ واقفیت ظاہر کی؛ تاہم جب تفصیلی شرعی طریقۂ کار کے بارے میں سوال کیا گیا تو 17 افراد نے کہا کہ انہیں بالکل علم نہیں، ایک نے سطحی علم اور صرف 2 نے بہت اچھے علم کا اظہار کیا۔
خواتین کے بارے میں صورتِ حال مزید توجہ طلب سامنے آئی: صرف ایک جواب دہندہ کے مطابق اکثریت خواتین کو اس حق کا علم ہے، جبکہ 10 نے کہا کہ بہت کم خواتین کو اور 9 نے کہا کہ بالکل علم نہیں۔
یہ صورتحال اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اگر معاشرے میں شرعی طریقۂ لعان سے مناسب آگاہی نہ ہو تو لوگ اس کے بجائے طلاق، خلع، خاندانی مصالحت یا روایتی فیصلوں کو ترجیح دے سکتے ہیں۔

جرگہ: روایتی نظام کا ایک اہم جز

Jirga is an ancient traditional institution which employs the principles of Pukhtunwali.Lierally it means assembly.[ix]

"جرگہ ایک قدیم تہذیبی ادارہ ہے جو پختون ولی کے قوانین کا نفاذ کرتا ہے اصطلاحی طور پر اس سے مراد اکٹھ ہے۔"

پشتون معاشرتی نظام میں جرگہ ایک معروف روایتی ادارہ ہے جو مختلف معاشرتی تنازعات کے حل میں کردار ادا کرتا رہا ہے۔ خاندانی تنازعات میں بھی جرگہ مصالحت، گفت و شنید اور فریقین کے درمیان صلح کی کوشش کرسکتا ہے۔
تاہم جرگہ کو پشتون معاشرت کا مترادف قرار دینا درست نہیں۔ پشتون روایات ایک وسیع تر معاشرتی نظام ہیں، جبکہ جرگہ ان روایتی اداروں میں سے ایک ہے۔
محدود میدانی نتائج کے مطابق 20 میں سے 16 جواب دہندگان نے کہا کہ ان کے علاقے میں روایتی جرگہ نظام خاندانی یا ازدواجی تنازعات کے حل میں کسی حد تک متحرک ہے، 2 نے اسے بہت زیادہ متحرک اور 2 نے بالکل غیر متحرک قرار دیا۔ اسی طرح صرف 2 افراد کے مطابق جرگہ کے فیصلے ہمیشہ شریعت کے مطابق ہوتے ہیں، 9 نے کبھی کبھار اور 9 نے بالکل نہیں کہا۔
یہ اعداد کسی عمومی یا حتمی فیصلے کے بجائے اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ روایتی فیصلہ سازی اور شرعی اصولوں کے تعلق کو مزید علمی توجہ کی ضرورت ہے۔

لعان کے معاملے میں مصالحت اور خاندانی دباؤ

پشتون معاشرت میں خاندان کو ٹوٹنے سے بچانا اور تنازع کو باہمی گفت و شنید سے ختم کرنا ایک اہم معاشرتی ترجیح ہوسکتی ہے۔ اس پہلو کا مثبت رخ یہ ہے کہ معمولی تنازعات کو عدالتوں تک لے جانے کے بجائے خاندان کے اندر حل کیا جاسکتا ہے۔ لیکن جب معاملہ

کسی ایسے شرعی حق سے متعلق ہو جس کے لیے شریعت نے مخصوص طریقۂ کار مقرر کیا ہو، وہاں مصالحت اور شرعی حق کے درمیان توازن ضروری ہوجاتا ہے۔
سروے میں جب پوچھا گیا کہ اگر میاں بیوی کا معاملہ لعان تک پہنچ جائے تو جرگہ عام طور پر کیا کردار ادا کرتا ہے، تو 14 جواب دہندگان نے صلح یا عورت کو خاموش رہنے پر مجبور کرنے کو عام کردار قرار دیا، 3 نے شرعی طریقۂ کار کے نفاذ میں مدد اور 3 نے معاملے کو دبانے یا غیرت کے نام پر تشدد کی طرف لے جانے کی نشاندہی کی۔
یہ نتیجہ اس بات کی ضرورت کو واضح کرتا ہے کہ مصالحت کا عمل فریقین کے شرعی حقوق کو ختم کرنے کا ذریعہ نہ بنے۔ صلح اسی وقت مفید ہے جب وہ رضامندی، انصاف اور شرعی حدود کے اندر ہو۔

عدالت اور روایتی نظام میں ترجیح

معاشرتی سطح پر لوگ عائلی تنازعات کے لیے روایتی نظام کو بعض اوقات عدالت پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس کی وجوہ میں فوری فیصلہ، کم اخراجات، سماجی قبولیت اور خاندانی معاملات کے افشا ہونے کا خوف شامل ہوسکتے ہیں۔
میدانی نتائج میں 12 افراد نے جرگے کے فیصلوں کی زیادہ عوامی قبولیت کو عدالت کے مقابلے میں ترجیح کی بنیادی وجہ قرار دیا، 7 نے جرگے میں فیصلے کے جلدی اور سستے ہونے کو اور ایک نے عدالت میں خاندانی پردہ دری اور راز فاش ہونے کے خوف کو بنیادی وجہ قرار دیا۔
یہاں اصل مسئلہ جرگہ یا عدالت میں سے کسی ایک کو مطلقاً درست یا غلط قرار دینا نہیں بلکہ یہ ہے کہ خاندانی معاملات میں اختیار کیے جانے والے طریقۂ حل کو شرعی حقوق اور قانونی تقاضوں سے ہم آہنگ کیسے بنایا جائے۔
پاکستانی قانونی تناظر میں بھی لعان کے لیے عدالتی طریقۂ کار کی ایک قانونی صورت موجود رہی ہے۔ متعلقہ قانونی متن میں شوہر اور بیوی کے مخصوص حلفی بیانات اور اس عمل کی تکمیل کے بعد عدالت کی طرف سے نکاح کے خاتمے کا ذکر موجود ہے۔

طلاق اور خلع کی طرف رجحان

عام معاشرتی گفتگو میں یہ تصور بھی پایا جاتا ہے کہ لعان ایک مشکل اور حساس شرعی عمل ہے، اس لیے طلاق یا خلع نسبتاً آسان راستہ ہے۔ میدانی سروے میں اس سوال پر 11 افراد غیر جانب دار رہے، 3 متفق، ایک شدید متفق اور 5 نے اتفاق نہیں کیا۔
اس نتیجے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ پشتون معاشرے میں لازماً لعان کی جگہ طلاق یا خلع اختیار کیا جاتا ہے، تاہم یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ لعان کے شرعی طریقۂ کار کے بارے میں واضح اور مستند آگاہی کی ضرورت موجود ہے۔ اگر عوام کو یہ معلوم ہی نہ ہو کہ لعان کس صورت میں مشروع ہے اور اس کے کیا نتائج ہیں تو وہ اپنے لیے دستیاب شرعی راستوں میں درست انتخاب نہیں کرسکتے۔

پشتون روایات اور شریعت: تصادم کے بجائے تطبیق کی ضرورت

پشتون روایات کو مجموعی طور پر شریعت کے مخالف قرار دینا علمی طور پر مناسب نہیں۔ ہر معاشرے میں عرف و رواج کا ایک اہم مقام ہوتا ہے اور اسلامی فقہ میں بھی عرف کو بعض شرائط کے ساتھ معتبر سمجھا گیا ہے۔ اصل سوال یہ ہے کہ کون سی روایت اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ ہے اور کون سی ایسی صورت اختیار کرلیتی ہے جو کسی شرعی حق کو متاثر کرتی ہے۔
چنانچہ خاندان کی عزت کا تحفظ، تنازع کو ختم کرنے کی کوشش، بزرگوں کی مداخلت اور صلح کی کوشش اپنی اصل کے اعتبار سے معاشرتی استحکام کے لیے مفید ہوسکتی ہیں۔ لیکن

اگر عزت کے نام پر عورت کو اپنے شرعی حق سے محروم کیا جائے، شوہر کو شرعی طریقۂ کار اختیار کرنے سے روکا جائے، معاملے کو دبایا جائے یا کسی فریق پر جبر کیا جائے تو یہ روایت اپنی مثبت معاشرتی حیثیت سے آگے بڑھ کر شرعی حقوق کے لیے رکاوٹ بن جاتی ہے۔

اسی طرح جرگہ اگر فریقین کے درمیان صلح کرانے، غلط فہمی دور کرنے اور ظلم روکنے میں مدد دے تو اس کا مثبت کردار ہوسکتا ہے؛ لیکن اگر وہ شرعی عدالت یا قانونی طریقۂ کار کا متبادل بن کر ایسے فیصلے کرے جو شریعت یا قانون کے مقرر کردہ حقوق سے متصادم ہوں تو مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔

Caroe لکھتا ہے کہ پشتون قبائلی معاشرے میں اپنے رسم و رواج اور قبائلی اصولوں کی پابندی بعض اوقات ریاستی قانون سے ٹکراؤ پیدا کرتی تھی۔ وہ خاص طور پر Pakhtu، Nanawatai، Melmastia، جرگہ اور قبائلی انتقام کا ذکر کرتا ہے۔

اس کے بعد وہ بہت اہم بات کہتا ہے کہ پشتون معاشرے میں نجی انتقام (private vendetta)کو ایک مؤثر سماجی اصول سمجھا جاتا تھا، جس کی وجہ سے ریاستی قانونی نظام اور قبائلی معاشرت کے درمیان کشمکش پیدا ہوتی تھی۔

پھر لکھتا ہے کہ 1872ء میں Frontier Crimes Regulation کے ذریعے ایسے معاملات جن میں خون کا جھگڑا، عورتوں سے متعلق تنازعات اور پشتون عزت و ناموس کے مسائل شامل تھے، انہیں جرگہ کے ذریعے حل کرنے کی گنجائش دی گئی۔ جرگہ کے ارکان تنازعے کی تحقیق کرکے فیصلہ دیتے تھے۔[x]

تحقیقی مشاہدات

اس مطالعے سے مجموعی طور پر چند اہم پہلو سامنے آتے ہیں:

اول، پشتون معاشرت میں لعان کے مسئلے کو صرف فقہی مسئلہ سمجھنا کافی نہیں؛ اس کے ساتھ معاشرتی عزت، خاندانی دباؤ، غیرت، بدنامی اور روایتی فیصلہ سازی بھی وابستہ ہیں۔

دوم، لعان کے تفصیلی شرعی طریقۂ کار سے عمومی آگاہی محدود نظر آتی ہے۔ محدود میدانی نتائج میں 17 افراد نے اس بارے میں مکمل لاعلمی ظاہر کی۔

سوم، خواتین کے لیے اپنے شرعی حق سے آگاہی کا مسئلہ مزید اہم ہے، کیونکہ 20 میں سے 19 جوابات میں خواتین کی مکمل یا وسیع آگاہی کی تائید نہیں ہوئی۔

چہارم، غیرت، عزت اور بدنامی کا خوف لعان کے عملی اختیار میں نمایاں معاشرتی رکاوٹ کے طور پر سامنے آیا۔

پنجم، جرگہ پشتون معاشرت میں اہم کردار رکھتا ہے، مگر اس کے کردار کو پورے پشتون روایتی نظام کے مساوی قرار نہیں دیا جاسکتا۔

ششم، عدالت کے مقابلے میں جرگے کی عوامی قبولیت، جلدی فیصلہ اور کم اخراجات جیسے عوامل روایتی نظام کی ترجیح میں کردار ادا کرتے ہیں۔

خلاصہ

لعان اسلامی شریعت میں میاں بیوی کے درمیان اس صورتِ حال کے لیے مقرر کردہ ایک مخصوص شرعی طریقۂ کار ہے جب شوہر اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور اس کے پاس شرعی گواہ موجود نہ ہوں۔ قرآنِ کریم نے سورۃ النور کی آیات 6 تا 9 میں اس کے واضح احکام بیان کیے ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں پشتون معاشرت میں رائج روایتی اقدار، بالخصوص غیرت، ناموس، عزتِ خاندان، خاندانی دباؤ اور جرگہ نظام کے تناظر میں لعان کے شرعی طریقۂ کار کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔

اس مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ بعض معاشرتی روایات اور عزت و ناموس کے تصورات لعان کے شرعی طریقۂ کار کے اختیار کیے جانے میں رکاوٹ بن سکتے ہیں۔ اسی

طرح لعان کے شرعی احکام سے عمومی سطح پر آگاہی موجود ہونے کے باوجود اس کے تفصیلی طریقۂ کار سے آگاہی محدود نظر آتی ہے۔ جرگہ نظام بھی خاندانی تنازعات کے حل میں اہم کردار ادا کرتا ہے، تاہم لعان جیسے مخصوص شرعی معاملے میں مصالحت یا معاملے کو دبانے کی کوشش بعض اوقات شرعی طریقۂ کار کے اختیار کیے جانے کے امکانات کو متاثر کر سکتی ہے۔ اس کے ساتھ طلاق یا خلع کو نسبتاً آسان متبادل سمجھنے کا رجحان بھی بعض معاملات میں لعان کی طرف رجوع کو کم کر سکتا ہے۔

مقالے میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ پشتون معاشرت کی مثبت روایات کو برقرار رکھتے ہوئے انہیں شرعی اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ کیا جائے، لعان کے احکام کے بارے میں عوامی و دینی آگاہی بڑھائی جائے، اور خاندانی تنازعات کے حل میں ایسے طریقۂ کار اختیار کیے جائیں جو شریعت، عدل، عزتِ نفس اور فریقین کے حقوق کا تحفظ کریں۔

سوالنامے کے سوالات اور تحقیق میں شریک افراد کی آراء

سوالنامے میں بنیادی کوائف کے بعد سوال نمبر 6 سے 16 تک تحقیق کے بنیادی موضوع سے متعلق سوالات شامل کیے گئے۔ ان سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں:

سوال نمبر 6

آپ لعان کے شرعی تصور سے کس حد تک واقف ہیں؟

مکمل طور پر: 10 افراد (50٪)

جزوی طور پر: 7 افراد (35٪)

بالکل واقفیت نہیں: 3 افراد (15٪)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نصف جواب دہندگان لعان کے شرعی تصور سے مکمل طور پر واقف تھے، جبکہ 35 فیصد کو جزوی واقفیت حاصل تھی اور 15 فیصد بالکل واقف نہیں تھے۔

سوال نمبر 7

آپ کے مشاہدے کے مطابق پشتون معاشرے میں عوام الناس کو لعان کے تفصیلی شرعی طریقۂ کار کا کتنا علم ہے؟

بہت اچھا علم: 2 افراد (10٪)

سطحی علم: 1 فرد (5٪)

بالکل علم نہیں: 17 افراد (85٪)

یہاں ایک واضح رجحان سامنے آتا ہے کہ 85 فیصد جواب دہندگان کے مطابق عوام کو لعان کے تفصیلی شرعی طریقۂ کار کا علم نہیں ہے۔

سوال نمبر 8

پشتون معاشرے میں اوسطاً کتنی خواتین کو معلوم ہے کہ وہ اپنے لگے الزام کے دفاع میں لعان کا شرعی حق استعمال کر سکتی ہیں؟

اکثریت کو علم ہے: 1 فرد (5٪)

بہت کم خواتین کو علم ہے: 10 افراد (50٪)

بالکل علم نہیں: 9 افراد (45٪)

اس سوال کے جوابات سے خواتین میں لعان کے شرعی حق سے متعلق آگاہی کی کم سطح سامنے آتی ہے۔

سوال نمبر 9

کیا آپ کے علاقے میں موجودہ روایتی جرگہ نظام خاندانی یا ازدواجی جھگڑوں کو حل کرنے میں متحرک ہے؟

بہت زیادہ: 2 افراد (10٪)

کسی حد تک: 16 افراد (80٪)
بالکل نہیں: 2 افراد (10٪)
اس سوال میں 80 فیصد جواب دہندگان نے جرگہ نظام کو خاندانی یا ازدواجی تنازعات کے حل میں کسی حد تک متحرک قرار دیا۔

سوال نمبر 10
کیا مقامی جرگے خاندانی تنازعات کے فیصلے شریعت کے مطابق کرتے ہیں؟
ہاں، ہمیشہ: 2 افراد (10٪)
کبھی کبھار: 9 افراد (45٪)
بالکل نہیں: 9 افراد (45٪)
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جواب دہندگان کی اکثریت مقامی جرگوں کے فیصلوں کو ہمیشہ شرعی اصولوں کے مطابق قرار نہیں دیتی۔

سوال نمبر 11
پشتون روایات، مثلاً غیرت، عزت اور بدنامی کا خوف وغیرہ، لعان کے نافذ ہونے میں کس حد تک رکاوٹ بنتی ہیں؟
بہت زیادہ: 14 افراد (70٪)
کچھ حد تک: 6 افراد (30٪)
بالکل نہیں: 0 افراد (0٪)
یہ سوال تحقیق کے اہم ترین نتائج میں سے ایک ہے، کیونکہ تمام 20 جواب دہندگان نے کسی نہ کسی درجے میں پشتون روایات کے اثر کو تسلیم کیا، جبکہ 70 فیصد نے اسے بہت زیادہ رکاوٹ قرار دیا۔

سوال نمبر 12
اگر میاں بیوی کے درمیان معاملہ لعان تک پہنچ جائے تو جرگہ نظام عام طور پر کیا کردار ادا کرتا ہے؟
شرعی طریقۂ کار کے نفاذ میں مدد کرتا ہے: 3 افراد (15٪)
صلح یا عورت کو خاموش رہنے پر مجبور کرتا ہے: 14 افراد (70٪)
معاملے کو دبانے یا غیرت کے نام پر تشدد کی طرف لے جاتا ہے: 3 افراد (15٪)
یہ نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ جواب دہندگان کی بڑی تعداد کے مطابق ایسے معاملات میں جرگہ اکثر مصالحت یا خاموشی کی طرف لے جانے والا کردار ادا کرتا ہے۔

سوال نمبر 13
معاشرے میں لعان کے معاملات کھل کر سامنے نہ آنے کی بنیادی وجہ کیا ہے؟
لاعلمی: 13 افراد (65٪)
خاندانی دباؤ اور بدنامی کا خوف: 7 افراد (35٪)
عدالتی نظام کی پیچیدگیاں اور طوالت: 0 افراد (0٪)
دیگر: 0 افراد (0٪)
اس سوال میں سب سے نمایاں سبب لاعلمی سامنے آیا، جبکہ دوسرے نمبر پر خاندانی دباؤ اور بدنامی کا خوف رہا۔

سوال نمبر 14
کیا عوام میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ لعان کے مشکل شرعی عمل سے گزرنے کے بجائے طلاق یا خلع لینا زیادہ آسان ہے؟
شدید متفق: 1 فرد (5٪)
متفق: 3 افراد (15٪)
غیر جانب دار: 11 افراد (55٪)

متفق نہیں: 5 افراد (25٪)
اس سوال میں سب سے بڑی تعداد غیر جانب دار جواب دہندگان کی رہی، جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اس مخصوص غلط فہمی کے بارے میں جواب دہندگان کی آراء مکمل طور پر یکساں نہیں تھیں۔

سوال نمبر 15
کیا آپ کے خیال میں ہماری ریاستی عدالتیں ((Family Courtsلعان کے مقدمات و مسائل کو شرعی اصولوں کے مطابق مؤثر طریقے سے حل کر رہی ہیں؟
ہاں: 1 فرد (5٪)
کسی حد تک مؤثر لیکن عمل درآمد مشکل ہے: 5 افراد (25٪)
بالکل نہیں: 14 افراد (70٪)
اس سوال میں 70 فیصد جواب دہندگان نے ریاستی فیملی کورٹس کو لعان کے معاملات میں مؤثر قرار نہیں دیا، جبکہ 25 فیصد نے انہیں کسی حد تک مؤثر مگر عملی مشکلات کا حامل قرار دیا۔

سوال نمبر 16
لوگ اپنے ازدواجی مسائل کے حل کے لیے عدالتوں کے بجائے مقامی جرگے کو کیوں زیادہ ترجیح دیتے ہیں؟
جرگے میں فیصلہ جلدی اور سستا ہوتا ہے: 7 افراد (35٪)
عدالتوں میں خاندانی پردہ دری اور راز افشا ہونے کا خوف: 1 فرد (5٪)
جرگے کے فیصلوں پر عوامی قبولیت زیادہ ہوتی ہے: 12 افراد (60٪)
ان جوابات سے معلوم ہوتا ہے کہ جرگے کی طرف رجوع کرنے کی سب سے بڑی وجہ جواب دہندگان کے مطابق اس کے فیصلوں کی عوامی قبولیت ہے، جبکہ جلدی اور کم خرچ فیصلہ بھی ایک اہم عامل ہے۔

سفارشات

1. پشتون معاشرے میں لعان کے شرعی تصور اور طریقۂ کار کے بارے میں علماء، ائمہ، دینی اداروں اور تعلیمی مراکز کے ذریعے آگاہی پیدا کی جائے۔
2. خواتین کو خاص طور پر ان کے شرعی حقوق اور ازدواجی تنازعات میں دستیاب شرعی راستوں سے آگاہ کیا جائے۔
3. جرگہ کے معززین اور روایتی فیصلہ سازوں کے لیے بنیادی شرعی اور قانونی اصولوں سے متعلق تربیتی نشستوں کا اہتمام کیا جائے۔
4. خاندانی تنازعات میں مصالحت کو فروغ دیا جائے، لیکن مصالحت کے نام پر کسی فریق کے شرعی یا قانونی حق کو ختم نہ کیا جائے۔
5. غیرت اور ناموس کے تصور کو اسلامی اخلاقیات کے ساتھ مربوط کیا جائے تاکہ عزت کے نام پر ظلم، جبر یا حق تلفی کی گنجائش نہ رہے۔
6. عائلی عدالتوں میں ایسے حساس معاملات کے لیے رازداری، سہولت اور مؤثر رہنمائی کا نظام بہتر بنایا جائے تاکہ لوگ محض سماجی دباؤ یا عدالت سے متعلق خدشات کی وجہ سے اپنے جائز حقوق سے محروم نہ ہوں۔
7. مزید وسیع میدانی تحقیق مختلف پشتون علاقوں میں کی جائے تاکہ مختلف علاقوں کے روایتی رویوں اور عملی صورتِ حال کا تقابلی مطالعہ ممکن ہوسکے۔

---

[i] الروم:آیت 21

[ii] جمال الدين محمدبن مكرم ابن منظور، لسان العرب، ج: 13، ص: 208-209، ط:دار صادر، بيروت، الطبعة الأولى، 2000ء
[iii] علاء الدين أبو بكر بن مسعود الكاساني الحنفي، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ج 5،ص 25، ط 2 (بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، 1424هـ/2003م)
[iv] علاء الدين أبو بكر بن مسعود الكاساني الحنفي، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ج 5،ص 25، ط 2 (بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، 1424هـ/2003م)
[v] علاء الدين أبو بكر بن مسعود الكاساني الحنفي، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ج 5،ص 25، ط 2 (بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، 1424هـ/2003م)
[vi] النور:آیت6-9
[vii] تفسیر ہدایت القرآن ،مفتی سعید احمد پالنپوری، ص:36،37 -ج:6 ،مکتبہ حجاز دیوبند،اشاعت2021
[viii] في ظلال القرآن،سيد قطب، ص:2492-2493 ج: ٤، (بيروت: دار الشروق، ١٤٠٦هـ/١٩٨٦م)، الطبعةالشرعية الثانية عشرة.
[ix] Report on a comparative study of the working of traditional and statutory panchayats in the tribal area of Ranchi District, P, 37
[x] Olaf Caroe, The Pathans: 550 B.C.–A.D. 1957, pp. 352–353.

مصادر و مراجع
- القرآن الكریم

جمال الدين محمدبن مكرم ابن منظور، لسان العرب، ج: 13، ص: 208-209، ط:دار صادر، بيروت، الطبعة الأولى، 2000ء

علاء الدين أبو بكر بن مسعود الكاساني الحنفي، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ج 5،ص 25، ط 2 (بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، 1424هـ/2003م)

تفسیر ہدایت القرآن ،مفتی سعید احمد پالنپوری، ص:36،37 -ج:6 ،مکتبہ حجاز دیوبند،اشاعت2021

في ظلال القرآن،سيد قطب، ص:2492-2493 ج: ٤، (بيروت: دار الشروق، ١٤٠٦هـ/١٩٨٦م)، الطبعةالشرعية الثانية عشرة.

Report on a comparative study of the working of traditional and statutory panchayats in the tribal area of Ranchi District, P, 37

Olaf Caroe, The Pathans: 550 B.C.–A.D. 1957, pp. 352–353.

تحقیقی سوالنامہ: تحقیق کے ضمن میں مرتب کردہ سوالنامہ اور اس کے حاصل شدہ نتائج۔